شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

رمضان اللہ کی رحمتوں کا پیغام

محترم بزرگو! رمضان شریف کا مہینہ خوش قسمت لوگوں کے لئے رحمتوں اور مغفرت و بخشش کا پیغام تھا، ہیغام کے مطابق جس نے مغفرت خداوندی حاصل کرنے کی سعی کی، اللہ تعالیٰ نے اسے کامیاب کردیا، اور لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ:

تہی دستان قسمت راچہ سو داز رہبر کامل

یاوری نہ کرے تو پیر اور استاد بہت کامل ہو تو کیا ہوتا ہے کہ:

حضر از آب حیوان تشنہ می آرو سکندر را

بدنصیب دریا کے کنارے سے بھی پیاسا آجاتا ہے، مسجد میں بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھتا، ایسی سخت سردی میں زہ نہیں رکھتا، ایسے شخص کا تو سب کچھ لٹ گیا. حضور نبی کریمؐ کے گھر میں ایمان اور علم کی دولت تقسیم ہوتی ر آج چودہ سو برس بعد بھی خشک قوم کی ان خشک اور ویران پہاڑوں میں بھی لاالہ الااللہ کی آواز بلند ہوتی یہ وہی آواز ہے جو حضورؐ نے بلند کی مگر جو بدقسمت تھا ابو جہل اور ابولہب حضورؐ کے گھر کی دیوار اور ے سے ملے ہوئے ہیں، مگر محروم ہیں، ابولہب حضورؐ کے چچاہیں ایک گھر ہے بیچ میں چھوٹی سی دیوار حائل حضورؐ ایک مرتبہ بوجہ علالت تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے، تو ابولہب کی بیوی نے کہا کہ اب ان کا شیطان ان سے یا اس لئے وہ آج نہیں اٹھے. رحمت کا سمندر بہتا رہا، مگر بدقسمت محروم رہے. یہ کسی کی عقل اور سمجھ پر علم اور قوت سے نہیں، اللہ کی رحمت اور اس کے کرم سے ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حالت بہتر بنادے اور خاتمہ ایمان پر ہو.

مضان جیسا رحمتوں کا موج مارنے والا مہینہ آیا اور یہ نادم نہ ہوا نہ اس کی آنکھوں سے نہ آنسو اس کا دل ہے تو یہ علامت ہے شقاوت کی دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، باغ لگاتا گلہ، زمین، ٹھیکہ، وزارت اور صدارت کے منصوبے بناتا ہے، اس ادھیڑپن میں رہتا ہے اور حضرت ئ آکر اسے گردن سے پکڑ لیتے ہیں. تیسری علامت بدبختی کی یہ ہے کہ اس کی حرص دن بدن بڑھنے لگ جاتی یا کی حرص اور محبت نے ہمیں تباہ کردیا اور یہ دو چیزیں بے حد خطرناک ہیں.

ہر تقدیر رمضان کے جتنے دن باقی ہیں انہیں غنیمت سمجھ لو، اب بھی موقع ہے، جب قیامت کے دن محروم اور وگ غم کے مارے اپنی انگلیاں کاٹیں گے. یوم یعض الظالم علی یدیہ تو روزہ دار قیامت کے دن عرش ی کے سایہ میں اس کی نعمت سے مالامال ہوگا اور حسرت کرنے والوں کو اس حسرت و ارمان کا کوئی فائدہ لے گا. قیامت کے دن ہر شخص کو حسرت ہوگی. افسوس ہوگا کہ دنیا کی زندگی سے آخرت کے لئے کیوں زیادہ اٹھایا. اس لئے قیامت کو یوم الحسرۃ کہا گیا ہے. گنہگار اور مجرم حسرت کریں گے اے کاش! پیغمبر کے راستہ

پر کیوں نہ چلے، فرنگی کا راستہ کیوں اختیار کیا، مگر نیکوکاروں کو بھی حسرت ہوگی کہ زیادہ نوافل، زیادہ تلا
زیادہ ختم قرآن کیوں نہ کئے۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ ۶۱ قرآن مجید پورے ختم کرتے۔

عشرہ آخرہ اور سحری کا وقت آخری دس دنوں میں خصوصیت سے دو چیزوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ جنمیں ایک
ہے جو اختیاری ہے اور ایک لیلۃ القدر ہے جس کی طلب اور تلاش کرنا ہے، اور طالب کا حکم بھی کسی
حاصل کرنے والے جیسا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ہاں پانے والوں کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ حضرت علیؓ فرما
نبی کریمؐ کی حالت یہ ہوتی کہ۔ کان یوقظ اھلہ فی العشر الاواخر من رمضان وکل صغیر وکبیر یطیق الصلوٰۃ
قال) حضورؐ اس عشرہ آخیرہ میں اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے اور ہر بڑے چھوٹے کو بھی جو نماز پڑھنے
ہوتے۔ گویا سات آٹھ سال عمر کے بچوں کو بھی حضورؐ تہجد اور نماز کے لئے جگاتے۔

ہم سب سحری کے لئے جاگتے ہیں، بچوں کو کھلانے پلانے کے لئے جگاتے ہیں، مگر شیطان ہمیں ت
نہیں دیتا، ایسا قیمتی وقت بے پرواہی میں کھودیتے ہیں۔ اگر ہم خود بھی دو رکعت پڑھ لیں اور بچوں کو
کرائیں اور دو رکعت ان سے پڑھالیں کہ عادت بن جائے تو کتنی خوش بختی ہوگی۔ اللہ اور بندہ کے درمیان
حجابات اس وقت اٹھادئے جاتے ہیں مگر ہم کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں سارا وقت ضائع کردیتے ہیں، کہ
چند منٹ کا کام ہے، چند لقمے لےلو اور اس سنہری وقت سے فائدہ اٹھاؤ، حضورؐ کی حالت تو یہ تھی کہ وشد
کمر بستہ ہوجاتے تھے اور یہ ایک محاورہ ہے کہ کسی کام کے لئے کمر باندھ لی تو حضورؐ تو سال بھر عبادت
مستعد رہتے مگر ان دنوں تو بالکل جہاد جیسی حالت ہوجاتی۔ لہٰذا چاہیئے کہ ان دنوں ہم بھی خاص طور سے اہل
کو دین کی طرف راغب کریں۔ کھانا پینا اور سونا بھی جائز ہے مگر اہم مقصد رغبت دین پیدا کرنا ہے۔

اعتکاف حضورؐ ان ایام میں اعتکاف فرماتے۔ وکان یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان۔ اعتکاف کا
چیز کو بند کرنا باندھ لینا اپنے آپ کو مقید اور محبوس کرلینا ہے۔ اپنی درخواست عاجزانہ شکل میں منوانے
کسی کے در پر پڑ جاتا کہ بارش ہو، دھوپ ہو، گرمی سردی ہو تیرے در کا غلام ہوں اس در پر پڑا رہوں
تک میری درخواست قبول نہ ہو، نہ گھر جاؤں گا نہ اور کوئی دنیا کا کام کروں گا، روتا ہے، گڑگڑاتا ہے، ا
دھرنا مار لیتا ہے، تو ایسی صورت میں تو سنگ دل سے سنگ دل حاکم بھی اس کی حاجت پوری کردیتا ہے ت
اللہ جیسے رحیم و کریم آقا سے معاملہ ہے اور رمضان جیسا بابرکت مہینہ ہے کہ ہر رات اللہ کی طرف سے
بخشش کے لئے پکارا جاتا ہے کہ اے مجرموں ذرا تو توجہ کرلو معاف کردوں گا، بخش دوں گا۔ ذرا سا
مغفرت کا بن جائے تو بخش دیتا ہے۔ ہر رات اس کی آواز ہوتی ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والو! ذر
بڑھو اور کچھ تو دست طلب بڑھادو، گناہوں سے توبہ کرلو، دل سے روؤ۔ اگر آنکھوں میں نمی آجائے یا اللہ
کی حرمت سے مجھے معاف کردے تو وہ بخش دے گا۔ وہ تو رمضان کی ہر رات دس لاکھ مجرم بخشتا ہے، ا
رات تو مہینہ بھر کے مجرموں کے برابر۔ تو جو اللہ کا بندہ گھر بار جائیداد، دکان، سامان، بیوی، بچے سب کچھ
مسجد میں قیدی کی طرح اعتکاف کی شکل میں مقید ہوگیا تو اس کی بخشش کیسے نہ ہوگی۔؟

اعتکاف یہ ہے کہ ایک شخص پنجگانہ جماعت والی مسجد میں بیسویں رمضان کی شام کو بیٹھ جائے۔ اگر

ں نماز کے لئے جو کونہ مختص ہو اس میں بیٹھ جائے ، سوائے حاجات انسانی کے اپنی اس قیام گاہ سے نہ نکلے ،
ت ذکر و اذکار ، تلاوت ، نوافل اور نماز میں گزرے ۔ یہ اعتکاف فرض کفایہ کی طرح سنت کفایہ ہے ۔ اگر محلہ یا
ں کسی نے بھی نہ کیا تو سارا گاؤں یا محلہ تارک سنت ہوا ۔ اور کسی نے ادا کیا تو خود بھی اجر و ثواب کا مستحق
سارے محلہ کو بھی گناہ سے بچاکر احسان کیا ۔ افسوس کہ ہم نے اعتکاف جیسی سنت کو عدیم الفرصتی کا بہانہ
ت کردیا ۔ لیکن کتنے لوگوں کو ہم نے دفنایا ، اس وقت مردہ کو دیکھ کر ذرا سوچ لو کہ " بابا کہاں جارہے ہو ،
رصت نہ تھی ، اب تو ہزاروں سال پڑے رہوگے ۔ اب بھی فرصت ہے یا نہیں ؟ یہ سب قبروں والے بڑے
تھے کوئی کام نہیں چھوڑ سکتے تھے ، مگر اب ان کی کیا حالت ہے ۔

یو ! نہ دنیا ہماری وجہ سے آباد ہے نہ ویران ہے ، قبر میں اکیلے خدا کے ساتھ معاملہ ہوگا ، نئی دوستی تو اس
م نہیں ہوسکتی اور دنیا میں قائم نہ کی تو ہکا بکا رہ جائے گا کہ یا رب اب کیا کروں ؟ تو معتکف سب کچھ چھوڑ
سجد کے کونہ میں بیٹھ گیا ، تو گویا قبر کی زندگی دنیا میں اختیار کی ، محبت اور رابطہ اللہ سے قائم کیا ، نہ مکان نہ
، زمینداری کی فکر نہ دوست احباب کی ۔ تو بعد از مرگ اللہ سے ایسی الفت اور ربط کام آئے گا ۔ پھر اعتکاف
ت اتنی ہے کہ حدیث میں اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر فرمایا گیا ہے قانونی حج تو ہر مسلمان
پر فرض ہے مگر اسے اس عمل سے دو حج اور دو عمروں کا ثواب مل گیا ۔

لقدر دوسری چیز آخری دس دنوں میں ہر رات خاص ذوق و شوق سے عبادت کرنا ہے ۔ جس میں لیلۃ
حتمال ہے جو طاق راتوں : ۲۱ ، ۲۳ ، ۲۵ ، ۲۷ ، ۲۹ میں زیادہ محتمل ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خیر من الف شہر
رار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے ۔ پھر خیر کی بھی کوئی حد نہیں ، علاوہ رمضان کی ساری راتوں میں بھی لیلۃ
حتمال ہے ۔ اگر کوئی اتنا باہمت نہ ہو کہ ہر رات شب خیزی میں گزارے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص
ب و عشاء اور صبح کی نماز باجماعت چھوٹنے نہ پائے ۔ مغرب کی اذان اور افطار کے بعد گھر میں نہیں پڑھنی چاہیئے
نے فرمایا : لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد ۔ مسجد کے پڑوسی کی فرض نماز صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے ۔
کے لئے بھی چاہیئے کہ رمضان میں اذان کے بعد قدرے توقف کرے اور مقتدیوں پر مسجد پہنچنا لازم ہے ۔
دو چار گھنٹے بھی رات ہی کا حصہ ہیں ۔ تو خاص دعاؤں کا لحاظ رکھا جائے ۔ رمضان میں تیسری چیز تہجد کو ملحوظ
جس کا خاص اہتمام ہونا چاہیئے ۔ اگر گالی گلوچ اور دیگر منہیات میں مشغول رہیں تو یہ روزہ کی ایک بدبودار
۔ چاہیئے کہ اس میں لعلکم تتقون ۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی روح آجائے صبح سے شام تک زبان کو قابو رکھو
د ، بغض ، کینہ ، عنا ترک کردو ۔ کسی کا حق نہ مارو ، اپنی نظریں نیچی رکھو ، اپنے کانوں کو فلمی گانوں سے
، رہو ۔ اس لئے کہ نامحرم عورتوں کی آواز سننا حرام ہے ۔ اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے بچاتے رہو ،
سکے تقویٰ اور پرہیزگاری کا جذبہ پیدا کرو ، یہی روزہ کامیاب ہوگا جس پر اجر و ثواب بھی مرتب ہوگا ۔

، تراویح تراویح میں کم از کم ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے اب تک مسلمانوں میں حضورؐ کی یہ سنت رائج
ں کا مقصد قرآن مجید کا سننا اور اس پر عمل کرانا ہے جسے خدا زیادہ ہمت دے تو اور بھی بڑی نعمت ہے
اری کمی کیئے کہ شیطان پہلے تو نیکی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور اگر شروع کردیں تو جلدی اور عجلت

رانا ہے نہ جلدی ٹھوکر لگاؤ یا جیسا کہ مرغی ٹونگا لگاتی ہے اور ہمیں تلاش ہوتی ہے ایسے حافظ کی جو پندرہ بیس
میں ساری پڑھادے ، جتنا بھی خیبر میل گاڑی کی طرح تیز دوڑسکے وہی اچھا حافظ ،گویا تیز رفتاری اور ترقی کا زما
ہم تراویح میں کیوں تیز رفتار نہ بنیں . تو بھائیو ! یہ بہت غلط بات ہے . تراویح میں جتنا زیادہ وقت لگ جائے
اجر ہے اور جتنا بھی صحیح تلفظ ہو،حروف کی تصحیح ہوکہ مقتدی کی سمجھ میں آسکے . اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا ، شیطا
وسوسوں کی وجہ سے اپنی نیکی برباد نہ کرو ، شیطان کبھی یہ روڑا اٹکاتا ہے . منکرین حدیث وغیرہ کے ذریعہ
مطلب سمجھے ہوئے تلاوت اور اس کے سننے کا کیا فائدہ ، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل اس لئے کیا کہ ہم
پڑھیں، حفاظ سے سنیں اور اس کو سیکھ کر اس پر عمل کریں.

موجودہ تعلیم حضورؐ نے فرمایا : جس پیٹ دماغ اور جس روح میں قرآن نہ ہو تو وہ پیپ اور خون سے بھ
اچھا ہے . فلمی گانوں اور اشعار سے تو دماغ بھرا ہو قسم قسم کے اشعار اور گانے مرد اور خواتین حیوانات کی
اور نقلیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد ہوں اور اس میں انہماک اتنا توغل اور ذوق و شوق ہوکہ شعر خواہ مہمل
کا کیوں نہ ہو بڑے چھوٹوں کو یاد ہوں اور قرآن کے تلفظ تک سے محروم رہیں اور پہلے تو کچھ نہ کچھ تھا ، ا
بد قسمتی سے سب کچھ چلاگیا . کاش ہم سمجھتے کہ اس قوم کی ترقی اور صحیح تعلیم و تربیت دین ہی سے ہو سکتی ہے
موجودہ تعلیم سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا تو واللہ اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہوتی مگر یہ تعلیم تو دیر
لئے نہیں بلکہ عیسائیت ، قادیانیت اور پرویزیت کے لئے ہے ، اس لئے نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ
سیکھیں بلکہ دین کی جڑیں کیسے کاٹیں گے ، سرخ گورا کیسے بنیں گے ، کھڑے ہوکر پیشاب کیسے کریں گے . کوٹ
کیسے پہنیں گے . یہ تعلیم تعلیم کی جو رٹ لگائی جارہی ہے اس کی تہ میں گورا اور فرنگی بیٹھا ہوا ہے اس تعلیم نے
اور عورتوں کو ننگا کردیا ، سڑکوں اور محفلوں میں نچوایا ، یہ بے حیائی ثمرہ تھا اس تعلیم کا کیا اس تعلیم پر ہم
ہوں گے . اس پر تو ہم روتے ہیں اور جب روتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ملا ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے . ارے ظالمو
کرنا ہے تو خود کرو ، اپنی بہن بیٹی کو نچواؤ ، پوری قوم اور پوری رعایا کو کیوں زانی اور ڈانسر بناتے ہو ، اگر یہ
دین اور اچھے اخلاق کے لئے ہوتی تو کونسا مسلمان اس پر خوش نہ ہوتا ، مگر یہ تعلیم تو ڈانس کے لئے ہے ، اوپر
انگریز اور میم بنو ، رقص و سرور اور عیاشی سیکھو . ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں سکول سے آکر
اللہ اور اس کے دین کی بات کے بلی کتا کی رٹ لگاتی ہیں اور جب بڑی ہوتی ہیں تو مشترکہ ڈانس اور کلچر سکھا
ہے . اس صورت میں قرآن کی تعلیم پڑھنے پڑھانے اور سننے کی کیا صورت ہو .

روزے کا مقصد روزہ اور قرآن رمضان کے تیس دن ہماری ٹریننگ اور عملی تربیت کے دن ہیں ،
طرح فوجی تربیت ہوا کرتی ہے . اسے لڑائی کے لئے جنگلوں اور میدانوں میں رکھا جاتا ہے ، بھوک اور پیاس
عادت ڈالی جاتی ہے اس طرح جب رات کو ہم نے پارہ سوا پارہ قرآن مجید سن لیا جس میں کچھ اوامر ہیں کچھ
ہیں تو اب ہم دن کو اپنی خواہش اور ھوی کو اپنے قابو میں رکھیں گے . خدا کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش
پیچھے نہیں جائیں گے بلکہ اس کی عملاً تعمیل کریں گے . خدا کا حکم ہے کہ مت کھاؤ ، مت پیو ، جی چاہے گا مگر ہم
جائیں گے ، دن بھر رات کی تراویح کا سبق دہرایا جارہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عمر بھر اللہ کے احکام کی اس

تعمیل کرنی ہے جیسے رمضان میں اور قرآن کریم پر اس طرح عمل پیرا ہونا ہے، اس لئے قرآن مجید اور رمضان کا باہمی گہرا تعلق ہے۔ اسی مہینہ میں قرآن اتارا گیا اور اسی مہینہ میں ہر سال دہرایا جاتا رہا۔ اور یہ سننا صرف سننا نہ ہو بلکہ ایک مسئلہ کو سننا اور اس پر عمل کرکے دکھانا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا کردار صحابہؓ نے ایسا دکھایا۔ مثلاً اسلام کا ایک مسئلہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ حضرت عثمانؓ حضورؐ کے داماد ذوالنورین ہیں۔ خلیفہ ثالث ہیں، ساری اسلامی سلطنت پر حکومت ہے، دشمنوں نے محاصرہ کیا، فوج، پولیس اور ذاتی غلام بے شمار موجود ہیں۔ ایک اشارہ ہوجاتا یا کم از کم لوگوں کو روکتے نہ تو دشمن کا منٹوں میں صفایا ہوجاتا مگر آخر تک لوگوں کو باغیوں پر اسلحہ اٹھانے سے منع کیا کہ اپنی ذات کے لئے اور حکومت قائم رکھنے کے لئے کسی کا خون نہیں بہاؤں گا۔ گھر کے ارد گرد اپنے ذاتی غلام ہیں۔ انہیں یہ کہہ کر آزادی کا موقع دیا کہ جس نے اپنا اسلحہ اتار کر رکھدیا وہ آزاد ہوگیا، اور حکم دیا کہ میرے مخالفین پر تلوار نہ اٹھائی جائے، یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مگر قرآن کی تعلیم انما المومنون اخوۃ پر عمل پیرا رہے کہ ذاتی وقار کے لئے کسی کو ایذا نہیں پہنچاؤں گا۔ الغرض رمضان میں ہم سب طالب العلم ہیں، جتنا قرآن رات کو سنتے ہیں اس کا خلاصہ اور اجمال یہی ہے کہ خدا کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ روزہ اس کی عملی تربیت ہے۔

روزے کی روح جس کے بغیر روزہ بے روح لاش رہ جاتا ہے۔ انسان کی صورت اچھی ہو بڑی شان و شوکت والا ہو مگر جب روح نہ ہو تو مسلمان اسے دفن اور ہندو اسے جلادیتے ہیں یا دریا میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ روح نہیں تو انسان بھی نہیں۔ اگر اس بلا روح لاشے کو ہم رکھیں گے تو تعفن اور بدبو پھیلے گی۔ اسی طرح یاد رکھیئے کہ اعمال کی بھی ایک روح ہے اور ایک صورت۔ تو صورت صبح صادق سے مغرب تک تین چیزوں سے پرہیز کا نام ہے، اور اس کی روح یہ ہے کہ ہم میں تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہو۔ روزہ جہاد کی عملی تیاری ہے، بھوکوں پیاسوں کی مدد کرنے کا احساس روزہ دلاتا ہے۔ روزہ ہمیں حرام سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ روزہ ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے قریب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

معذرت رمضان المبارک کی مناسبت سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی تقریر بجائے "سفر علم و آگہی" رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ شمارے میں قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔

(ادارہ)